سانحہ نشتر پارک...... چند غور طلب پہلو

مدیر کے قلم سے

منگل بارہ ربیع الاول 1427ھ کو نشتر پارک کے جلسہ عید میلاد النبی میں جو المناک حادثہ پیش آیا، اس نے نہ صرف کراچی کے سوگوار کیا بلکہ پورے ملک کی فضا اس سے افسردہ ہوئی، اس میں بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے نصف درجن سے زیادہ ممتاز علمائے کرام جان بحق ہوئے اور سنی تحریک کی صف اول کی پوری قیادت اس خوف ناک دہشت گردی کا نشانہ بنی، واقعہ کے فوراً بعد حسب معمول سرکاری بیانات آنے لگے کہ حکومت بہت جلد مجرموں تک رسائی حاصل کرکے انہیں قرار واقعی سزا دے گی، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ، یہ عزائم اور بیانات بھی اس سرد خانے کی نذر ہو جائیں گے جہاں اس سے پہلے ممتاز علمائے کرام کی شہادتوں کے مقدمات سرخ فیتوں والی فائلوں میں ہمیشہ کے لیے کلوز کردیے گئے ہیں......

اگر تفتیشی ادارے سانحہ نشتر پارک کے اصل مجرموں تک رسائی میں واقعتاً سنجیدہ ہیں تو انہیں واقعے کے مندرجہ ذیل پہلو میں ضرور غور کرنا چاہیے:

☆ اس سانحے کے ممکنہ وقوع سے منتظمین جلسہ نے سرکاری انتظامیہ کو آگاہ کردیا تھا، چناں چہ پانچ اپریل کو بعض اخبارات میں مولانا کوکب نورانی کا بیان چھپا کہ ”عید میلاد النبی کے مرکزی جلوس میں تخریبی کارروائی کا خطرہ ہے“......واقعہ کے دوسرے روز بدھ کو دارالعلوم امجدیہ میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا شاہ تراب الحق نے کہا کہ ”ہم یکم ربیع الاول 12 ربیع الاول تک مسلسل گورنر سندھ اور وزیر داخلہ، پولیس اور انتظامیہ سے رابطے کرکے مؤثر حفاظتی انتظامات کا مطالبہ کررہے تھے مگر حیرت انگیز طور پر جلسہ گاہ اور اس کے قریب رینجرز اور پولیس کی بہت تھوڑی سی نفری تعینات کی گئی تھی، پولیس آدھے گھنٹے بعد جائے وقوعہ پر پہنچی اور واقعہ کے بعد آدھے گھنٹے تک موبائل جام رہے، یہ ایک حیرت انگیز بات ہے“...... ☆ بم ڈسپوزل اسکوڈ نے دو بجے آکر بغیر آلات کے تیار شدہ اسٹیج کا معائنہ کیا اور اسے کلیئر قرار دے کر منتظمین کو مطمئن کردیا۔ ☆ سانحے کے فوراً بعد بغیر کسی ثبوت وشواہد کے انتظامیہ کے ترجمان اخبارات اور میڈیا چینلوں نے اسے خودکش حملہ قرار دینے کی کوشش شروع کردی اور اسے مذہبی انتہاپسندی اور فرقہ واریت کا شاخسانہ باور کرانے پر ایک منظم منصوبے کے تحت زور دینے لگے، جسے متاثرہ جماعتوں کی قیات نے سازش قرار دے کر مسترد کردیا، چناں چہ سنی تحریک کے رابطہ کمیٹی کے رکن شاہد غوری نے بدھ کے دن مرکزی دفتر میں ایک

پرہجوم کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت نشتر پارک دھماکے کو خودکش قرار دے کر اپنی جان چھڑانا چاہتی ہے ،...... جمعیت علمائے پاکستان کے رکن قومی اسمبلی صاحبزادہ ابوالخیر نے جمعرات کو اسمبلی کے اجلاس میں کہا کہ سندھ حکومت میں شامل ایک صوبائی تنظیم، مذہبی جماعتوں کو ختم کرنے کی کوششوں میں مصروف ہے اور اس واقعے کو فرقہ واریت کا رنگ دیا جارہا ہے، جب کہ ایم ایم اے نے فرقہ واریت کو ختم کردیا ہے، شیعہ، سنی، دیوبندی، بریلوی کوئی جھگڑا نہیں''...... ڈی آئی جی انوسٹی گیشن جناب منظور مغل نے بھی کئی گھنٹے جائے وقوعہ کے معائنے کے بعد واضح طور پر کہا کہ یہ خوش کش حملہ نہیں تھا۔

خودکش حملہ کسی اعلیٰ مشن اور بلند نصب العین کے بغیر کبھی نہیں ہوتا اور یہ ایک واشگاف حقیقت ہے کہ جشن عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے جلسے پاکستان میں پائی جانے والی کسی بھی مذہبی فرقے کے ہاں عقیدہ ونظریہ کے حوالے سے ناگواری اور عدم برداشت کے اس حد کو نہیں چھوتے جہاں آدمی مرنے مارنے ہر تل جائے یا اس کو کفر واسلام اور موت وزندگی کا مسئلہ جان کر کسی جماعت کا انتہاپسند رکن جان دینے پر آمادہ ہوجائے یہ ایک ایسی واضح حقیقت ہے جس سے تمام مکاتب فکر بخوبی آگاہ ہیں۔

...... متاثرہ جماعت کے رہنماؤں نے سندھ کی ایک لسانی تنظیم کو واقعہ کا ذمہ دار ٹھہرایا، وزیرداخلہ اور وزیر مذہبی امور سے انہوں نے اس تنظیم کے حوالے سے اپنے خدشات کا اظہار کیا اور کہا کہ یہی لوگ حکیم سعید اور منور سہروردی کے قتل میں بھی ملوث رہے ہیں جن کے خلاف مقدمات درج ہیں، انہوں نے یہ شکایت بھی کی کہ وفاقی حکومت نے اس تنظیم کو فری ہینڈ دے رکھا ہے۔

حکیم سعید کی شہادت سے چند دن پہلے ان کے قتل کی افواہ پھیلائی گئی تھی اور پھر انہیں شہید کردیا تھا، ٹھیک اسی طرح چند روز قبل سنی تحریک کے رہنما عباس قادری کے قتل کی افواہ بھی شہر میں پھیلا دی گئی تھی، یہ گویا واقعے کے بعد ممکنہ رد عمل کی شدت کو کم کرنے اور حادثے کے لیے فضا کو سازگار بنانے کا ایک حربہ ہے۔

☆ گزشتہ چند سالوں سے وطن عزیز پاکستان میں علمائے کرام کی شہادتوں کا جو دردناک سلسلہ شروع ہوا ہے، اس میں کوئی بھی بدبخت شخص یا تنظیم استعمال ہوتی ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ بیرون طاغوتی قوتوں کا اس میں بڑا ہاتھ ہے، علماء اور دینی مدارس کی طرف قوم کے بڑھتے ہوئے رجحان سے یہ قوتیں خوف زدہ ہیں، مذہب سے عام لوگوں کا برگشتہ اور دور کرنے کے لیے کبھی علماء پر حملے ہوتے ہیں کبھی مدارس پر اور کبھی مذہبی اجتماعات پر...... حکومت پر ایسے حادثے کو ''انتہاپسندی اور فرقہ واریت'' کا نتیجہ قرار دے کر بری الذمہ ہوجاتی ہے...... یہ کس قدر عجیب بات ہے، کسی جنرل پر حملہ ہوتا ہے تو اس کے مجرم اگلے دن پابند سلاسل ہوکر پھانسی کے گھاٹ پہنچ جاتے ہیں اور علماء کے لہو سے رنگین ہاتھ ہوا میں لہراتے ہیں، پر پکڑے نہیں جاتے لیکن خون پھر خون ہے، ٹپکے گا، تو صرف جمے گا ہی نہیں، بلکہ ان شاء اللہ ضیاء بار بھی ہوگا!

☆......☆